۱ رَجَبُ الْمُرَجَّب ۱۴۴۲ھ کو ہونے والے مَدَنی مذاکرے کا تحریری گلدستہ

ملفوظاتِ امیرِ اَہلِ سُنّت (قسط: 272)

کیا صدقے میں کالی مرغی دینا ضروری ہے؟

- اگر اولاد بگڑ جائے تو والدین کیا کریں؟ 3
- موبائل سے مقدس تصاویر ڈیلیٹ کرنا کیسا؟ 6
- اونچی آواز سے بات کرنا کیسا؟ 10
- تشہد میں شہادت کی انگلی اٹھانا کیسا؟ 19

ملفوظات:

شیخِ طریقت، امیرِ اَہلِ سنّت، بانیِ دعوتِ اسلامی، حضرتِ علامہ مولانا ابو بلال

محمد الیاس عطّار قادِری رَضَوی دَامَتْ بَرَكَاتُهُمُ الْعَالِيَه

پیشکش: مجلس المدینۃ العلمیۃ (دعوتِ اسلامی)

Islamic Research Center

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ط

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

کیا صدقے میں کالی مرغی دینا ضروری ہے؟[1]

شیطان لاکھ سُستی دِلائے یہ رِسالہ (۱۹ صفحات) مکمل پڑھ لیجیے اِنْ شَآءَ اللہ معلومات کا اَنمول خزانہ ہاتھ آئے گا۔

دُرُود شریف کی فضیلت

فرمانِ مصطفےٰ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم: مسلمان جب تک مجھ پر دُرُود شریف پڑھتا رہتا ہے فرشتے اُس پر رحمتیں بھیجتے رہتے ہیں، اب بندے کی مرضی ہے کم پڑھے یا زیادہ۔[2]

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ عَلٰی مُحَمَّد

کیا صدقے میں کالی مرغی دینا ضروری ہے؟

سُوال: مجھے مرغی کا کام کرتے ہوئے تقریباً 15 سال ہوگئے ہیں۔ میرے چند سوالات ہیں۔ (1) اکثر لوگ صدقے کے لئے کالی مرغی مانگتے ہیں، کیا صدقے کے لئے کالی مرغی ضروری ہے؟ (2) کیا مرغی کے پنجے بیچ سکتے ہیں، نیز انہیں کھانا کیسا؟ (3) مرغی کو ذبح کرتے ہوئے اگر بے دھیانی میں اس کا سر الگ ہوگیا تو کیا وہ مرغی بیچنا جائز ہوگا؟

جواب: مَاشَآءَ اللہ! اللہ پاک آپ کو برکتیں عطا فرمائے (1) مرغی کا صدقہ دینے کے لئے کسی رنگ کی شرط نہیں ہے، کسی بھی رنگ کی مرغی کا صدقہ دیا جاسکتا ہے۔ البتہ بعض عاملین ایسے ہوتے ہیں جو کہتے ہیں کہ کالی مرغی یا کالا بکرا لے کر آؤ! جس میں ایک بھی سفید بال نہ ہو۔ اس کے بارے میں مجھے معلومات نہیں ہے، ان کا اپنا حساب کتاب ہوتا ہوگا، البتہ اگر کوئی کالے رنگ کا مطالبہ کرتا ہے تو اس میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے۔ بعض اوقات سفید مرغے کا مطالبہ بھی ہوتا ہے، بلکہ احادیثِ مبارکہ میں سفید مرغا پالنے کی فضیلت آئی ہے کہ اس سے جنات اور بلاؤں سے حفاظت ہوتی

---

1 ...... یہ رِسالہ ۱ رَجَبُ الْمُرَجَّب ۱۴۴۲ھ بمطابق 13 فروری 2021 کو ہونے والے مَدَنی مذاکرے کا تحریری گلدستہ ہے، جسے اَلْمَدِیْنَۃُ الْعِلْمِیَّۃ کے شعبہ "ملفوظاتِ امیرِ اَہلِ سنّت" نے مُرتَّب کیا ہے۔ (شعبہ ملفوظاتِ امیرِ اہلِ سنّت)

2 ...... ابن ماجہ، کتاب اقامۃ الصلاۃ والسنۃ فیہا، باب الصلاۃ علی النبی، ۱/ ۴۹۰، حدیث: ۹۰۷۔

www.dawateislami.net

ہے۔[1] (2) مرغی کے پنجے کھانا اور انہیں بیچنا دونوں حلال ہیں۔ مرغی کے پنجوں کے بہت سے فوائد ہیں، جوڑوں اور ہڈیوں کے درد میں مرغی کے پنجوں کی یخنی بہت مفید ہوتی ہے، لیکن اسے ہر ایک نہیں کھاتا بلکہ مخصوص غریب لوگ اسے کھاتے ہیں، یہ اتنے مہنگے بھی نہیں ہوتے۔ (3) "بِسْمِ اللهِ اَللهُ اَکْبَرُ" پڑھ کر ذبح کیا اور ذبح کرتے ہوئے سر الگ ہو گیا تو سر بھی حلال ہو گا اور اس مرغی کا گوشت بھی حلال ہو گا، لیکن جان بوجھ کر ایسا نہ کیا جائے کہ اس سے بلاوجہ بے زبان جانور کو تکلیف ہو گی۔ اگر بے خیالی میں کبھی کبھار ایسا ہو جائے تو کوئی حرج نہیں۔

کیا اولاد پر ماں کی طبیعت کا اثر ہوتا ہے؟

سُوال: اولاد کی تربیت میں ماں کا کتنا کردار ہوتا ہے؟ (نگرانِ شوریٰ کا سُوال)

جواب: ماں کی گود پہلا مدرسہ ہوتی ہے۔[2] اگر ماں درست ہو تو بچہ بھی درست ہو گا، ماں حلال کھاتی ہو گی، گناہوں سے بچتی ہو گی، ماں کی طبیعت میں نیکی اور عبادت ہو گی تو بچے میں بھی ایسے ہی اثرات پیدا ہوں گے۔ اگر ماں دودھ پلاتے ہوئے گناہوں بھرے چینلز، میوزک اور ڈانس دیکھ رہی ہے تو پھر بچہ بھی بڑا ہو کر ایسا ہی بنے گا۔ آج کل ایسا ہی ہو رہا ہے، کیونکہ فی زمانہ بچے کی پہلی تربیت گاہ یعنی ماں کی گود سے اچھی تربیت نہیں ہو رہی، اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰه کچھ اچھے لوگ بھی موجود ہیں جن کی اولادیں اچھے اخلاق والی ہوتی ہیں، لیکن عام طور پر اسی طرح چل رہا ہے کہ ماں گالیاں بک رہی ہوتی ہے، یہاں تک کہ اگر بچہ روتا ہے تو اسے بھی گالیاں پڑ جاتی ہیں۔ اگر ماں کی طرف سے بچے کی تربیت اچھی ہو جائے تو ہمارا معاشرہ سدھر جائے گا۔

(**نگرانِ** شوریٰ نے پوچھا:) ماضی میں اگر والدین نے اچھی تربیت نہیں کی تو کیا اولاد کو اپنے والدین سے اس طرح کی بات کرنے کا حق حاصل ہو گا کہ "اگر آپ لوگوں نے بچپن میں میری اچھی تربیت کی ہوتی تو میں ایسا نہ ہوتا؟"

(**امیرِ اہلِ سنّت** دَامَتْ بَرَكَاتُهُمُ الْعَالِيَه نے فرمایا:) اولاد پر ماں باپ کی اطاعت کرنا اور ان کے ساتھ ہمیشہ تعظیم اور نرمی والا برتاؤ کرنا لازم ہے۔ اس بات کی کیا دلیل ہے کہ ماں نے غلط تربیت کی ہے!! یہ ضروری نہیں کہ ہر ماں غلط تربیت کرتی

---

1 ...... معجم اوسط، من اسمه احمد، ۱/ ۲۰۱، حدیث: ۶۷۷۔ لقط المرجان فی احکام الجان، ص ۱۶۵۔

2 ...... مراٰۃ المناجیح، ۵/ ۳۵۲۔

www.dawateislami.net

ہو۔ میں نے ایک عمومی بات کی ہے۔ جب میں نے آنکھیں کھولیں تو گھر میں یہی دیکھا کہ میری والدہ اور بڑے بھائی دونوں نماز کے پابند تھے جبکہ والد صاحب کو میں دیکھ نہیں سکا کیونکہ وہ پہلے ہی انتقال فرما چکے تھے۔ میرے بڑے بھائی مجھے اپنے ساتھ مسجد لے جایا کرتے تھے۔ گھر میں ایک بوتل تھی جس میں چھلکوں والے بادام تھے، روزانہ سفید کپڑا بچھا کر اس پر وہ بادام ڈالے جاتے اور میرے بہن بھائی اور والدہ ان باداموں پر کچھ پڑھا کرتے تھے، اب اللہ بہتر جانے وہ لوگ کیا پڑھتے تھے لیکن اتنا تو ظاہر ہے کہ وہ اللہ رسول کا ذکر ہی کرتے تھے۔ تو یوں میں نے بچپن ہی سے نماز، دُرُود اور اللہ رسول کا نام ہی سنا ہے۔

اگر اولاد بگڑ جائے تو والدین کیا کریں؟

سُوال: کیا اولاد کے بگڑنے کی صرف یہی وجہ ہو سکتی ہے کہ والدین نیک نہیں تھے یا والدین نے اپنی اولاد کی تربیت صحیح نہیں کی؟ اگر بالفرض اولاد بگڑ گئی ہے تو اب والدین کو کیا کرنا چاہیے؟ (نگرانِ شوریٰ کا سُوال)

جواب: کوئی بھی اولاد اس طرح نہیں کہہ سکتی کہ اس کے والدین نے غلط تربیت کی ہے کیونکہ اس بارے میں اولاد کو کچھ بھی معلوم نہیں ہوتا کہ والدین نے کس طرح تربیت کی ہے! بالفرض اگر والدین نے اپنے حقوق ادا نہیں کئے پھر بھی اولاد پر والدین کے حقوق باقی رہیں گے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے:

ہم وفا کرتے رہے، وہ جفا کرتے رہے
اپنا اپنا فرض تھا دونوں ادا کرتے رہے

اس لئے اگر ماں باپ نے غلط تربیت کی ہے تو بھی اولاد کو اپنے والدین کی خدمت اور ان کی تعظیم کرنی ہے۔ انہیں یہ طعنہ بھی نہیں دینا کہ ”آپ نے میری غلط تربیت کی ہے۔“ کیونکہ اس سے ان کی دل آزاری ہوگی اور آپ گناہ گار ہوں گے۔ بعض لوگوں کی فطرت میں شرارت ہوتی ہے۔ ماں باپ لاکھ اچھے ہوں لیکن اولاد فسادی نکلتی ہے۔ جیسے یزید جو کہ جنتی صحابی حضرتِ سَیِّدُنا امیر معاویہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ کا بیٹا تھا لیکن اس نے ایسا گندا اور گھناؤنا کام کیا ہے کہ قیامت تک لوگ اس پر ملامتیں اور لعنتیں بھیجتے رہیں گے، حالانکہ وہ بیٹا کس کا تھا!! اسی طرح اللہ پاک کے معصوم نبی حضرتِ سَیِّدُنا

نوح عَلَیْہِ السَّلَام کا بیٹا کافروں میں سے تھا اور جب طوفانِ نوح آیا تو وہ اُس طوفان میں ڈوب کر مر گیا۔[1] اس لئے کسی کو بھی یہ حق نہیں کہ اولاد کے برا ہونے پر اس کے والدین کو مُورِدِ اِلزام ٹھہرائے۔ بالفرض اگر کسی نے اپنے بچے کی صحیح تربیت نہیں کی تو اب پچھتانے سے کچھ نہیں ہو گا، جیسے ایک مقولہ بھی ہے: "اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیا چگ گئیں کھیت!!" اس لئے اب صرف دعا کریں۔ جوانی میں بھی تربیت کے مواقع موجود ہیں، انہیں دینی تعلیم دلوائیں، دینی درس گاہ میں داخلہ دلوائیں اور دینی ماحول فراہم کریں، لیکن میری تو یہ دیکھتے دیکھتے زندگی گزر گئی ہے کہ لوگوں کی ایک تعداد وہ ہوتی ہے جو اپنے بچوں کو دینی ماحول سے روکتی ہے، وہ بھی اس لئے کہ یہ "مُلّا" بن جائے گا۔ یعنی دوسرے لفظوں میں ہمارے دینی ماحول سے روکنے کی وجہ یہ ہے کہ جس نبی کا ہم نے کلمہ پڑھا ہے اس کی شریعت پر عمل کر کے تو جنت کی طرف جارہا ہے، جبکہ ہم جہنم کی طرف جارہے ہیں، اس لئے ہم تجھے جنت کی طرف نہیں جانے دیں گے بلکہ ہم دونوں ایک ساتھ جہنم میں کودیں گے۔ (مَعَاذَ اللہ) ہمارے ہاں اسی طرح کا ماحول ہے کہ والدین اپنی اولاد کو نیک کاموں سے روکتے ہیں۔ اکبر الٰہ آبادی کا ایک شعر ہے:

رقیبوں نے رپٹ لکھوائی ہے جاجا کے تھانے میں

کہ اکبر نام لیتا ہے خدا کا اس زمانے میں

پہلے کئی اسلامی بھائیوں کے ساتھ ایسا ہوا ہے کہ ان کے گھر والوں نے **عمامے** پھاڑ دیئے اور جلا دیئے۔ رات کے وقت نیند کی حالت میں داڑھیوں پر قینچیاں چلائی گئیں۔ کافی پہلے جب کوئی سیکورٹی نہیں تھی، کوئی فیضان مدینہ نہیں تھا اُس وقت اَلْحَمْدُ لِلّٰہ میں نے عوام کی صفوں میں جا جا کر جو ہو سکا وہ کوشش کی ہے۔ اُن دنوں کئی والدین اپنے بچوں کے لئے مجھ سے لڑا کرتے تھے۔ اس طرح کے بہت سے واقعات دیکھنے کی وجہ سے میں معاشرے سے بہت دل بَرداشتہ ہوں۔ اس معاملے میں کئی لوگوں نے میرا مقابلہ کیا لیکن میرے رب نے مجھے بچائے رکھا۔ کافی عرصہ پہلے میں نے ایک بات کہی تھی کہ "جو معاشرے کے پیچھے چلے وہ مرد نہیں بلکہ معاشرہ جس کے پیچھے چلے وہ مرد ہے۔"

1 ......تفسیر صاوی، پ١٢، ھود، تحت الآیۃ: ٤٣، ٣/٩١٤۔

(نگرانِ شوریٰ نے فرمایا:) میں کراچی آرہا تھا۔ مجھے جہاز میں ایک صاحب ملے، انہوں نے اپنے نوجوان بیٹے کے کچھ مسائل بیان کئے اور کہا کہ کوئی حل نکال کر دیں۔ میں نے ہمدردی کی اور کہا: کیا آپ اپنی اولاد کے لئے مہینے میں تین دن دے سکتے ہیں؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ تو میں نے کہا کہ ”آپ اپنے بیٹے کے ساتھ ہر مہینے تین دن کے مدنی قافلے میں سفر کیا کریں۔“ جو حضرات اپنی اولاد کی طرف سے پریشانی کا شکار ہیں وہ بھی ہمت کریں اور ہر ماہ اپنے بیٹے کے ساتھ تین دن کے مدنی قافلے میں سفر کیا کریں۔

(امیرِ اہلِ سنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے فرمایا:) مدنی قافلے کے لئے ٹائم نہیں ہوگا۔ ایک چٹکلا بیان کرتا ہوں کہ جن دنوں میں ”شہید مسجد (کھارادر)“ میں امام تھا تو عوام میں بیٹھا رہتا تھا، ایک مرتبہ ایک صاحب آئے اور کہنے لگے کہ پنجاب کے کسی علاقے میں دینی کام کی بہت زیادہ ضرورت ہے تو میں نے کہا: آپ بھی ساتھ چلیں گے؟ تو وہ کہنے لگا کہ ”ٹائم نہیں ہے“ یعنی اس کے پاس مگرمچھ کے آنسو بہانے کا ٹائم تھا لیکن قربانی دینے کے لئے ٹائم نہیں تھا۔

رجب کی پہلی رات کی اہمیت

سُوال: جو اسلامی بھائی بیرونِ شہر سے فیضانِ مدینہ میں رَجَب شریف کے مدنی مذاکروں میں شرکت کے لئے تشریف لائے ہیں، ان کے لئے آپ کیا مدنی پھول ارشاد فرمائیں گے؟[1]

جواب: جو اسلامی بھائی آئے ہوئے ہیں اگر وہ واقعی فیضانِ مدینہ آئے ہیں تو یوں سمجھیں جیسے رمضان شریف کے 10 روزہ اعتکاف کے دوران باہر نہیں نکلتے اسی طرح ان دنوں میں بھی بغیر کسی سخت ضرورت کے باہر نہیں نکلنا۔ ماہِ رجب کی پہلی رات بہت اہم ہے کہ حدیثِ پاک میں پانچ راتیں بیان کی گئی ہیں جن میں دعائیں قبول ہوتی ہیں، ان میں ایک رجب شریف کی پہلی رات ہے۔[2] اسلامی ماہ کا چاند دیکھ کر سورۂ ملک پڑھیں گے تو اِنْ شَآءَ اللہ پورا مہینا پُرسکون گزرے گا۔[3]

---

1 ...... یہ سُوال شعبہ ملفوظاتِ امیرِ اہلِ سنّت کی طرف سے قائم کیا گیا ہے جبکہ جواب امیرِ اہلِ سنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کا عطا فرمودہ ہی ہے۔ (شعبہ ملفوظاتِ امیرِ اہلِ سنّت)

2 ......شعب الایمان، الباب الثالث والعشرون، باب فی الصیام، ۳/ ۳۴۲، حدیث: ۳۷۱۳۔

3 ......تفسیر روح المعانی، پ۲۹، الملک، ۱۵/ ۶۔

www.dawateislami.net

کیا رات کے وقت پیسے گننے سے بَرَکت ختم ہو جاتی ہے؟

سُوال: کچھ عورتیں کہتی ہیں کہ ”رات کو پیسے گنتی نہیں کرنے چاہئیں کہ اس سے بَرَکت ختم ہو جاتی ہے“ یہ کس حد تک درست ہے؟ (سوشل میڈیا کے ذریعے سُوال)

جواب: ایسا پہلی بار سنا ہے۔ اگر رات کے وقت کوئی خریداری کرنی پڑے تو کیا بغیر گنتی کئے مٹھی بھر کر دے دیں گے!! آپ نے بغیر گنے دیئے اور کم ہوئے تو دکان دار آپ کے پیچھے بھاگے گا اور اگر زیادہ ہوئے تو خوش ہو جائے گا۔ رمضان میں لوگ رات کے وقت فطرہ دیتے ہیں تو وہ بھی گِن کر دیتے ہیں اور جو فطرہ وصول کرتا ہے وہ بھی گِن کر ہی وصول کرتا ہے۔ آج کل جس کو جو سمجھ آتا ہے وہی داغ دیتا ہے۔ ایسا کچھ نہیں ہے کہ رات کے وقت پیسے گننے سے بے بَرَکتی ہوتی ہے۔ عوام میں جو بات مشہور ہو اس کے بارے میں علما سے معلومات حاصل کر لیں کہ وہ درست ہے یا نہیں؟ پھر جو علمائے کرام فرمائیں اُسی پر کان دَھریں۔

موبائل سے مقدّس تصاویر Delete کرنا کیسا؟

سُوال: لوگ موبائل میں درودِ پاک لکھی ہوئی اور روضۂ پاک کی تصاویر بھیجتے ہیں، Memory Full ہو جانے کے بعد ان تصویروں کو Delete کرنا کیسا؟ (اسد عبد الغفور۔ ڈیفنس کراچی)

جواب: مَاشَآءَ اللہ یہ بھی ادب کا ایک ذہن ہے، دل میں کھٹکا ہوتا ہے کہ کیسے Delete کریں۔ البتّہ Delete کرنے میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے۔ Delete کرتے ہوئے دل میں کھٹکا ہونا اور احساس ہونا بھی سعادت کی بات ہے، یہ اللہ و رسول کی محبت کی دلیل ہے۔ Delete کرنے میں یہ آزمائش بھی ہوتی ہے کہ Delete کا جو Option ہوتا ہے اس میں ڈسٹ بِن بنا ہوتا ہے کہ جب Delete کرتے ہیں تو اس میں جا کر کچھ گرتا ہے۔

پالتو جانور مر جائے تو کیا کریں؟

سُوال: اگر پالتو جانور مر جائے تو ہمیں اس کے ساتھ کیا کرنا چاہیے؟ (محمد حسان عطاری۔ سوشل میڈیا کے ذریعے سُوال)

جواب: عام طور پر جانور کی لاش کو کچرا کنڈی وغیرہ میں ڈال دیتے ہیں، ان کا مزار وغیرہ تو نہیں بنایا جاتا۔ البتّہ بعض

ایسے محترم جانور ہوتے ہیں جنہیں لوگ دفن کرتے ہیں، جیسے مکہ مکرمہ میں ایک اونٹ بھاگتا ہوا جارہا تھا، لوگوں نے اسے پکڑنے کی کوشش کی، لیکن وہ ہاتھ نہ آیا، یہاں تک کہ مسجد الحرام میں داخل ہوگیا۔ کعبہ شریف کے عین سامنے پہنچ کر اس اونٹ نے سات چکر لگائے، اس کے بعد وہ حجرِ اَسود کے سامنے بیٹھ گیا اور اس کی آنکھوں سے آنسو گرنے لگے، پھر وہ اونٹ گرا اور اس نے دم توڑ دیا۔ وہاں موجود لوگ اس اونٹ سے بہت متاثر ہوئے، اسے بڑے احترام سے اٹھایا اور صفا و مروہ کے درمیان دفن کر دیا۔ اب تو مکہ شریف میں اونٹ، گدھے یا اس طرح کے جانور نظر نہیں آتے کیونکہ آبادی بڑھ گئی ہے، لوگ اس لئے نہیں رکھتے ہوں گے کہ اگر کوئی جانور بے قابو ہوگیا تو ہلاکتیں بھی ہو سکتی ہیں۔

والد صاحب غصّہ کرتے ہوں تو کیا کریں؟

سُوال: ہمارے ابو بہت زیادہ غصہ کرتے ہیں، ہمیں کیا کرنا چاہیے؟ (SMS کے ذریعے سُوال)

جواب: تالی دو ہاتھ سے بجتی ہے۔ اگر آپ کے ابو غصہ کرتے ہیں تو آپ خاموش رہیں اور کوئی جواب نہیں دیں، ورنہ آپ جواب دیں گے تو گناہ گار ہوں گے، جبکہ جواب دینے کا نقصان یہ ہوگا کہ بات بڑھ جائے گی۔ جسے غصہ آئے اسے چاہیے کہ "اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم" پڑھ لے کہ اس سے غصہ جاتا رہے گا۔ عمومی طور پر یہی ہے کہ اگر کسی کو غصہ آجائے تو دوسرا خاموش رہے۔ اگر دوسرا بھی غصہ کرے گا تو پہلے زبان چلے گی، پھر ہاتھ چلیں گے اور پھر نہ جانے کیا سے کیا ہو جائے گا۔ مکتبۃ المدینہ کا رسالہ "غصّے کا علاج" کسی طرح اپنے والد صاحب کی دراز میں رکھ دیں یا کسی ایسی جگہ رکھ دیں جہاں ان کی نظر پڑے اور وہ اس رسالے کو پڑھ لیں، لیکن جب ابو رسالہ پڑھ رہے ہوں تو آپ نے ان سے یوں نہیں کہنا کہ "آپ کو غصہ بہت آتا ہے، یہ دیکھیں اس میں کیا لکھا ہے۔" کیونکہ اس طرح کہنے سے فائدہ نہیں بلکہ الٹا نقصان اٹھانا پڑے گا۔ میرا ایک بیان تھا جس کا نام "گانے باجے کی تباہ کاریاں" تھا۔ ایک اسلامی بھائی کے کوئی قریبی عزیز گانوں کے بہت زیادہ شوقین تھے، گھر میں بڑے بڑے اسپیکر لگا رکھے تھے۔ اسلامی بھائی نے میرے بیان کی کیسٹ دی جس پر لکھا ہوا تھا "گانے باجے کی تباہ کاریاں" تو وہ دیکھ کر ہی بولے "مجھے نہیں سننا۔" اس وقت میرا یہ ذہن بنا کہ ایسوں کو نام ہٹا کر کسی اور ذہن سے بغیر جھوٹ بولے دینا چاہیے۔ میں نے ابھی کہا کہ ابو کی دراز میں رکھ دیں، تو جب ابو دیکھیں

گے تو کہیں گے ”اچھا! یہ تمہارا کارنامہ ہے!“ اور یوں بات آئی گئی ہو جائے گی اور مقصود حاصل نہیں ہو گا، اس لئے حکمتِ عملی کے ساتھ نام ہٹا کر کسی طرح انہیں رسالہ پڑھوا دیں۔ فلمیں دیکھنے والوں کو فلموں کی تباہ کاریاں اور غصہ کرنے والوں کو ”غصے کا علاج“ بول کر رسالہ دیں گے تو شیطان انہیں پڑھنے نہیں دے گا۔ بعض اوقات یہ ذہن بنا ہوتا ہے کہ ہم اس گناہ سے بچ ہی نہیں سکتے۔ ایک مرتبہ نگرانِ شوریٰ کے ساتھ واقعہ ہوا تھا کہ ایک اسلامی بھائی نے کسی پر انفرادی کوشش کی، دونوں کا آپس میں سُوال وجواب کا سلسلہ ہوا۔ کچھ دیر بعد شیطان نے اس کی زبان پر قابو کیا اور وہ کہنے لگا: ”مجھے آپ لوگوں کی فیلڈ میں آنا ہی نہیں ہے تو میں آپ لوگوں سے کیا بحث کروں!“ یوں اس نے واپسی کا راستہ اختیار کر لیا۔ کیسے پھوٹے نصیب ہیں! اب لوگ دین کی بات سننے کو تیار ہی نہیں ہوتے۔ ایک مرتبہ میں نے کسی کو نیکی کی دعوت دی تو اس نے مجھے کہا: ”میں آپ کے ہاں اس لئے نہیں آتا کہ آپ لوگ OFF ہو جاتے ہو اور لوگوں کو ڈرا دیتے ہو۔“ حالانکہ اسلام کے پہلے مجدِّد اور خلیفۂ راشد حضرتِ سَیِّدُنا عمر بن عبد العزیز رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ روزانہ علما کو جمع کرتے اور ان سے موت کا ذکر سن کر رویا کرتے تھے۔[1] یعنی وہ اپنے آپ کو ON ہونے ہی نہیں دیتے تھے۔ اگر ہم ON ہوں گے تو شیطان ہمیں کان پکڑ کر نچائے گا اور OFF رہیں گے تو خدا سے ڈرتے رہیں گے اور قبر کا کڑا منظر سامنے رہے گا۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں:

شہد دکھائے زہر پلائے، قاتل، ڈائن، شوہر کش

اس مردار پہ کیا للچایا دُنیا دیکھی بھالی ہے (حدائقِ بخشش)

یعنی دنیا کی محبتیں زہر کا کام کر رہی ہیں جو ہمیں اللہ و رسول سے دور کر کے آخرت کی تباہی کی طرف لے جا رہی ہیں، اس لئے ہمیشہ اپنی آخرت کی فکر کرتے رہیں۔ حضرتِ سَیِّدُنا حسن بصری رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ ہر وقت ڈرے ڈرے اور سہمے سہمے رہتے تھے، ان کی کیفیت کے بارے میں لکھا ہے کہ جیسے کسی کی گردن مارنے کا حکم دے دیا گیا ہو تو جس طرح وہ ڈرا سہما رہتا ہے آپ کی بھی وہی کیفیت ہوتی تھی اور ہر وقت فکرِ آخرت میں غم زدہ رہتے تھے۔[2] اور آج کل ہم لوگ

---

1 ...ابن عساکر، عمر بن عبد العزیز، ۴۵/ ۲۳۹۔

2 ...احیاء العلوم، کتاب الخوف والرجاء، ۴/ ۲۳۱ ماخوذاً۔ احیاء العلوم (مترجم)، ۴/ ۵۵۴۔

غفلت میں ڈوبے ہوئے ہیں، اس غفلت کا کوئی علاج ہونا چاہیے اور موت یاد رکھنی چاہیے۔ ایک روایت ہے کہ جو دن میں 20 مرتبہ موت کو یاد کرے گا اسے شہید کا رتبہ ملے گا۔[1] اس لئے ہمیں غافل نہیں رہنا چاہیے اور ہمیشہ موت کو یاد رکھنا چاہیے۔ ہمارے دلوں میں اللہ و رسول کی محبت ہو اور ساتھ ہی قبر و آخرت کا غم بھی ہو، لیکن مایوسی نہ ہو۔

گناہوں پر ندامت کے سبب موت کی تمنا کرنا کیسا؟

سُوال: گناہوں پر ندامت کے سبب موت کی تمنا کرنا کیسا؟ (SMS کے ذریعے سُوال)

جواب: اگر کوئی سعادت حاصل کرنے کے لئے یوں موت کی دعا کرتا ہے کہ ”مجھے مدینے میں موت آجائے“ تو جائز ہے۔ اسی طرح اگر کوئی یہ سمجھے کہ اب آئندہ مجھے گناہوں سے چھٹکارا نظر نہیں آتا اس لئے مجھے موت آجائے تو یہ دعا کرنا بھی جائز ہے،[2] لیکن اس دعا سے پہلے یہ بات ذہن میں رکھیں کہ جو اللہ پاک آپ کو موت دے سکتا ہے وہ آپ کی زندگی میں آپ کی اصلاح کا سامان بھی تو کر سکتا ہے۔ اس لئے ہمیشہ اللہ پاک سے عافیت کا سوال کرتے رہیں۔ عافیت والی لمبی عمر کی دعا مانگیں تاکہ زیادہ سے زیادہ نیکیاں کر سکیں، کیونکہ جتنی عمر لمبی ہوگی اتنا زیادہ نیکیوں کا موقع ملے گا۔ احادیثِ مبارکہ میں بھی نیکیوں والی لمبی عمر کے فضائل موجود ہیں جیسے ”حضرتِ سَیِّدُنا ابو بکرہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ فرماتے ہیں ایک شخص نے بارگاہِ رسالت میں عرض کی: یَارَسُولَ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! بہترین شخص کون ہے؟ ارشاد فرمایا: جو لمبی عمر پائے اور اچھے عمل کرتا رہے۔ اس نے پھر عرض کی: بدترین شخص کون ہے؟ ارشاد فرمایا: جو لمبی عمر پائے اور گناہوں میں مشغول رہے۔“[3] ایک حدیثِ مبارکہ میں ہے: حضرتِ سَیِّدُنا جابر بن عبد اللہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے مروی ہے کہ حضورِ اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”تم میں سے بہتر وہ لوگ ہیں جو لمبی عمر پائیں اور اچھے اعمال کریں۔“[4] کوئی شخص ایسا ہو جس نے 50 سال کی عمر پائی اور ساری زندگی فرض نمازیں ادا کیں، اب کوئی اس سے زیادہ عمر کا شخص ہو جس نے

1. ......قوت القلوب، ذکر التداوی وترکہ للمتوکل، ۲/۴۳۔
2. ......مراٰۃ المناجیح، ۵/۴۲۶۔
3. ......ترمذی، کتاب الفتن، باب ما جاء فی طول العمر للمؤمن، ۴/۱۴۸، حدیث: ۲۳۳۷۔
4. ......مستدرک، کتاب الجنائز، باب خیارکم اطولکم اعماراً، ۱/۶۵۷، حدیث: ۱۲۹۵۔

www.dawateislami.net

زندگی بھر نمازیں ادا کی ہیں تو وہ 50 سال کی عمر پانے والے سے نیکیوں میں بڑھ جائے گا۔ اسی طرح زکوٰۃ میں بھی ہے کہ اگر کوئی شخص ہر سال زکوٰۃ دیتا ہے اور اس سے زیادہ عمر والا بھی ہر سال زکوٰۃ دیتا ہے تو جس کی عمر زیادہ ہو گی اس کی نیکیاں زیادہ ہوں گی۔ یہی معاملہ حج اور دیگر نیکیوں میں بھی ہو سکتا ہے۔ اگر کوئی شخص ایسا ہو کہ جو گناہوں سے بچ نہیں پاتا تو وہ پھر یوں دعا کرے کہ ”یااللہ! اگر میرے حق میں زندگی بہتر ہے تو زندگی دے ورنہ مجھے موت دے دے۔“ لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ دعا بھی مانگتا رہے کہ ”اے اللہ! مجھ پر کرم کر دے اور مجھے گناہوں سے نجات دے دے۔“ بیشک اللہ پاک گناہوں سے نجات دینے پر قادر ہے۔ کئی اولیائے کرام کی سیرتوں میں واقعات ملتے ہیں کہ وہ پہلے کیا تھے اور بعد میں کیا ہو گئے۔ بڑے بڑے ڈاکو اور لٹیرے ولایت کے اعلیٰ درجے پر فائز ہوئے ہیں۔

اونچی آواز سے بات کرنا کیسا؟

سُوال: کیا ہر جگہ اونچی آواز سے بولنا بدتمیزی ہے اور اگر کسی کو ایسی عادت ہے تو وہ اس سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے کیا کرے؟ (محمد ثوبان عطاری کا سُوال)

جواب: میرے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہمیشہ صاف گفتگو فرماتے تھے اور آپ کے اندازِ گفتگو میں کسی پر طنز کرنا، کسی کی تذلیل یا کسی کا مذاق اڑانا نہیں تھا، بلکہ آپ ایسی گفتگو فرماتے تھے کہ اگر کوئی گننا چاہے تو الفاظ گِن لے، لہٰذا بندے کو چاہیے کہ اس انداز کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے گفتگو کرنے کی کوشش کرے۔ البتّہ ہمارے ہاں جو چیخ چیخ کر اور بلند آواز سے باتیں کرتے ہیں اس کی قرآنِ کریم میں مذمت بیان کی گئی ہے کہ ﴿وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ؕ اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِیْرِ﴾[1] (ترجمۂ کنزالایمان: اور اپنی آواز کچھ پست کر! بے شک سب آوازوں میں بری آواز گدھے کی آواز)۔ حضرت سیدنا ابو اُمامہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فرماتے ہیں: ”نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اس بات کو ناپسند فرماتے تھے کہ وہ کسی شخص کو بلند اور سخت آواز سے کلام کرتا ہوا دیکھیں اور یہ پسند فرماتے تھے کہ وہ اسے نرم آواز سے کلام کرتا ہوا دیکھیں۔“[2]

1 ......پ۲۱، لقمٰن: ۱۹۔

2 ......معجم کبیر، یحییٰ بن الحارث الذماری، ۸ / ۱۷۷، حدیث: ۷۷۳۶۔

www.dawateislami.net

(مفتی حسان صاحب نے فرمایا:) توریت مقدس اور دیگر کتابوں میں نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے جو اَوصاف لکھے ہیں ان میں یہ بھی ہے کہ ”وَلَا صَخَّابًا فِی الْاَسْوَاقِ“(1) یعنی حضور عَلَیْہِ السَّلَام بازاروں میں بلند آواز سے گفتگو کرنے والے نہیں تھے۔ عام طور پر بلند آواز سے گفتگو نہیں کرتے تھے، سوائے اس وقت جب بلند آواز کی حاجت ہوتی، مثلاً وعظ و نصیحت کرتے ہوئے آپ عَلَیْہِ السَّلَام کی آواز بلند ہوتی تھی۔(2)

(امیرِ اہلِ سنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے ارشاد فرمایا:) جی ہاں! خطبہ ارشاد فرماتے وقت آپ کی آواز بلند ہوتی تھی، یہاں تک کہ آپ کی مبارک آنکھیں سرخ ہو جاتیں۔(3) بہر حال عام گفتگو جو آپس میں ہم کر رہے ہوتے ہیں اس میں آواز درمیانی ہونی چاہیے، نہ اتنی دھیمی کہ اگلا پریشان ہو کر کہے: ”حضرت! ذرا زور سے!“ نہ اتنی بلند کہ سامنے والا تنگ آجائے، بلکہ درمیانی آواز میں ضرورت کے مطابق گفتگو کی جائے۔ جہاں بھی ہوں گفتگو میں اپنے پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سنتوں کو پیشِ نظر رکھنا چاہیے، ورنہ لوگ تو مسجدوں میں بھی شور کرتے ہیں، ہاہا کرکے ہنس رہے ہوتے ہیں اور زور دار گفتگو ہو رہی ہوتی ہے۔ مدنی قافلوں میں سفر کرتے رہیں گے، اخلاص کے ساتھ روزانہ نیک اعمال کا جائزہ لیتے ہوئے اس کے خانے پُر کرکے ہر مہینے کی پہلی تاریخ کو جمع کرواتے رہیں گے تو اِنْ شَآءَ اللّٰہ آپ معاشرے کے اچھے مسلمان بن کر ابھریں گے۔

سُود حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے

سُوال: ہم مارکیٹ میں کام کرتے ہیں اور اگر کوئی پریشانی یا مسئلہ ہوتا ہے تو کچھ لوگ ایسے ہیں جنہوں نے مارکیٹ میں بیسیاں ڈالی ہوتی ہیں وہ ہمارے پاس آکر کہتے ہیں کہ ”اگر آپ کو ضرورت ہے تو دو تین لاکھ روپے ہم سے لے لو اور جو ہماری بیسی مارکیٹ میں ڈلی ہوئی ہے اس میں روز 1000 روپے بھرتے رہو“ تو جب تک ہم دو تین لاکھ نہیں دیتے، بیسی کی مد میں روز 1000 روپے بھرتے رہتے ہیں، حالانکہ جو رقم یعنی دو تین لاکھ روپے لئے تھے وہ اپنی جگہ برقرار ہے، براہِ

1 ترمذی، کتاب البر و الصلۃ، باب ماجاء فی حسن العھد، ۳/۴۰۹، حدیث: ۲۰۲۳۔ الوفا باحوال المصطفیٰ، ۱/۳۹۔

2 مسلم، کتاب الجمعۃ، باب تخفیف الصلاۃ والخطبۃ، ص۳۳۵، حدیث: ۲۰۰۵۔

3 مسلم، کتاب الجمعۃ، باب تخفیف الصلاۃ والخطبۃ، ص۳۳۵، حدیث: ۲۰۰۵۔

www.dawateislami.net

کرم ہماری راہ نمائی فرمادیں کہ ایسا کرنا کیسا؟

جواب: سوال میں جو صورت بتائی گئی ہے وہ سُود کی صورت ہے اور سُود حرام ہے۔[1] سود خور کو قیامت کے دن سخت دردِ سر میں مبتلا کیا جائے گا۔[2] دنیا میں کبھی دردِ سر ہوتا ہے تو کیسا موڈ آف ہوتا اور کیسی پریشانی ہو جاتی ہے، حالانکہ دنیا کا سر درد تو کچھ بھی نہیں ہے آخرت کا دردِ سر خدا جانے کیسا ہو گا جس میں سُود خور کو مبتلا کیا جائے گا۔ اللہ کریم ہمیں سُود سے محفوظ فرمائے۔ سُود حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے۔ سُود خوروں کا انجام پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہ بھی دیکھا تھا کہ کچھ لوگوں کے پیٹ میں سانپ بچھو بھرے ہوئے تھے اور وہ پیٹ سے آر پار نظر آرہے تھے، ان لوگوں کے بارے میں پوچھا تو بتایا گیا کہ یہ سُود خور ہیں۔[3] آج کل سُودی نظام ہماری نس نس میں بس گیا ہے اور شاید ہی سُود سے کوئی بچتا ہو کیونکہ اب سُود کا نام بھی تو نفع رکھ دیا ہے، سُود سُود ہے، یہ وہ نفع ہے جو سارے نقصانوں کا سردار ہے، اس سے سچی پکی توبہ کرنی فرض ہے، جتنا سُود اب تک لیا ہے وہ واپس کرے، صرف توبہ کر لینے سے معاف نہیں ہو گا، بلکہ جس سے سود لیا ہے اسے واپس دے یا کسی ایسے شرعی فقیر کو جو زکوٰۃ کا مستحق ہے ثواب کی نیت کئے بغیر دے دے۔[4]

مدارِس میں زکوٰۃ اور قربانی کی کھالوں کی رقم لگانا کیسا؟

سُوال: (1) بہت سارے مدارِس ایسے ہیں جہاں بچے پڑھ رہے ہیں اور زکوٰۃ کی مد میں آنے والی رقم سے کھانا کھاتے ہیں، یہ ارشاد فرمائیں کہ اگر کسی سید بچے نے کھالیا تو کیا وہ گناہ گار ہو گا؟ (2) قربانی کی کھالیں مدارِس کے نام پر لی جاتی ہیں جس کے پیسے مدارِس میں لگتے ہیں اور جب ہمیں یہ پتا ہو کہ یہ جگہ قربانی کی کھالوں کی رقم سے بنی ہوئی ہے تو کیا ہم اس جگہ نماز پڑھ سکتے ہیں؟ (سید وسیم حسین)

جواب: (1) زکوٰۃ کے پیسے جو طلبائے کرام پر خرچ ہوتے ہیں اس کا شرعی حیلہ کیا جاتا ہے، کیونکہ عام طور پر صاف پیسا

1 بہارِ شریعت، ۲/ ۷۶۸، حصہ:۱۱۔

2 معجم کبیر، باب العین، عوف بن مالک، ۱۸/ ۶۰، حدیث: ۱۱۰ مفہوماً۔

3 ابن ماجہ، کتاب التجارات، باب التغلیظ فی الربا، ۳/ ۷۲، حدیث: ۲۲۷۳۔

4 فتاویٰ رضویہ، ۲۳/ ۵۵۱۔

www.dawateislami.net

لوگ کم دیتے ہیں، اکثر زکوۃ کے پیسے دیتے ہیں، اس وجہ سے اس رقم کا شرعی حیلہ کیا جاتا ہے اور اس کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ زکوۃ کے حق دار کو اس رقم کا مالک بنا دیا جاتا ہے، پھر وہ Donate کرتا ہے، اس طرح اس رقم کا حکم تبدیل ہو جاتا ہے، اب وہ رقم اساتذہ کو تنخواہ میں دی جاتی ہے، اسی طرح مدرسے کے پانی، بجلی اور دیگر اخراجات میں بھی استعمال ہوتی ہے اور وہی رقم طلبائے کرام کے کھانے کے لئے بھی استعمال ہوتی ہے۔ لہٰذا جب اس رقم کا حکم تبدیل ہو گیا اور وہ رقم زکوۃ نہ رہی تو اب چاہے سید ہو یا غیر سید، دونوں کھا سکتے ہیں۔ جیسا کہ بارگاہِ رسالت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میں کبھی صدقہ حاضر کیا جاتا تو آپ قبول نہ کرتے اور فرماتے کہ اصحابِ صفہ میں سے فلاں کو دے دو، پھر وہ صدقہ اس کے حق دار تک پہنچا دیا جاتا، اب اگر صدقہ لینے کے بعد وہ صحابی بارگاہِ رسالت میں نذر کر دیتے تو سرکار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم قبول فرما لیتے،(1) کیونکہ اب یہ صدقہ نہیں رہا، بلکہ اس کا حکم تبدیل ہو گیا کہ صدقہ ان صحابی کے حق میں تھا اور ان کے قبضہ کرنے کے سبب وہ اس کے مالک بن گئے، اب وہ جو چاہیں کریں۔

اسی طرح قربانی کی کھالیں زکوۃ نہیں ہیں اور قربانی کی کھال کا مالک وہی ہوتا ہے جس نے قربانی کی ہے، البتہ اگر وہ قربانی کی کھال اپنے استعمال میں لانا چاہتا ہے تو اس کے بھی طریقے ہیں مثلاً اس کا مصلّٰی بنانا چاہتا ہے یا ویسے ہی اس کو سکھا کر اس پر بیٹھتا ہے تو ایسا کرنے میں حرج نہیں، کیونکہ جو گوشت کا حکم ہے وہی کھال کا بھی حکم ہے۔ اب اگر کھال کو کسی ایسی چیز سے تبدیل کرتا ہے جسے ہلاک کر کے اس سے نفع اٹھایا جائے تو اس کی اجازت نہیں۔(2) جیسے کھال کے بدلے چاول لئے تو جب تک چاول کو ہلاک نہیں کرے گا یعنی پکا کر کھائے گا نہیں تو اس سے فائدہ کیسے حاصل کرے گا! کیونکہ فائدہ چاول کھانے کی صورت میں حاصل ہو گا اور کھانے کی صورت میں چاول ہلاک ہو جائے گا، لہٰذا اس سے تبدیل کرنے کی اجازت نہیں۔ البتہ اگر کھال کو ایسی چیز سے تبدیل کیا جس کو باقی رکھ کر اس سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے تو یہ جائز ہے،(3) مثلاً برتن وغیرہ سے تبدیل کرنا کہ ان کو باقی رکھ کر نفع اٹھایا جا سکتا ہے۔ اب اگر اس نے مسجد کی تعمیر میں کھال

1 ...... بخاری، کتاب الرقاق، باب کیف کان عیش النبی... الخ، ۴/۲۳۴–۲۳۵، حدیث: ۶۴۵۲ ملخصاً۔

2 ...... فتاویٰ رضویہ، ۲۰/۴۶۹۔

3 ...... فتاویٰ رضویہ، ۲۰/۴۶۷۔

www.dawateislami.net

دے دی ہے کہ اس کی رقم سے مسجد بنے گی تو بالکل اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور اس میں نماز بھی پڑھی جا سکتی ہے۔

(نگرانِ شوریٰ نے فرمایا:) میرے ساتھ ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ ڈونیشن کے لئے کچھ شخصیات جمع تھیں تو بات چلتی رہی، کسی ایک نے سوال کیا کہ آپ حیلہ کرکے زکوٰۃ کی رقم سے مسجد کیوں بناتے ہو؟ میں نے کہا: اللہ آپ کو جزائے خیر دے! کان میں تو آپ ہی آکر پوچھتے ہو کہ "زکوٰۃ چلے گی؟" اگر آپ صاف رقم دیں گے تو ہمیں گھمانا نہیں پڑے گا اور نہ شرعی حیلہ کرنا پڑے گا اس لئے آپ صاف رقم دیں اور اس سے اچھی کیا بات ہوگی کہ مسجد کے اندر یہ رقم لگ جائے۔

(امیرِ اہلِ سنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے فرمایا:) لوگوں کو حیلے کے بارے میں معلومات نہیں ہوتی، اللہ جن کو علما کی صحبت نصیب کرتا ہے ان کو یہ مسئلہ سمجھ آتا ہے، حالانکہ فقہ کی کتابوں میں پورے باب ہوتے ہیں "کِتَابُ الْحِیَلْ" کے نام سے، نیز حیلہ قرآن سے بھی ثابت ہے کہ حضرت رحمت بی بی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہَا حضرت ایوب عَلَیْہِ السَّلَام کی بڑی وفادار اور خدمت گزار زوجہ تھیں، لیکن ایک بار کسی موقع پر حضرت ایوب عَلَیْہِ السَّلَام نے فرمایا: میں تمہیں 100 کوڑے ماروں گا۔ یہ فرمانے کے بعد آپ نے سوچا اب کیا کریں؟ تو اللہ پاک نے ان کو حیلہ بتایا کہ ﴿وَ خُذْ بِیَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِّهٖ وَ لَا تَحْنَثْ ؕ﴾[1] (ترجمۂ کنزالایمان: اور فرمایا کہ اپنے ہاتھ میں ایک جھاڑو لے کر اس سے مار دے اور قسم نہ توڑ)۔ یعنی سو تنکوں کی جھاڑو لے کر ان کو مار دو۔[2] حیلہ تو قرآن سکھا رہا ہے، حدیث میں حیلے کا ذکر موجود ہے، لہٰذا اس کا انکار وہی کرے گا جو علمِ دین اور علمائے دین سے دور ہوگا، کیونکہ اہلِ علم کبھی بھی اس کا انکار نہیں کرے گا، اسی طرح عاشقانِ رسول علما کی صحبت میں جو بیٹھتے ہوں، باعمل ہوں اور دین کے مسائل بیان کرتے ہوں تو وقتاً فوقتاً ان کے یہاں اس طرح کی گفتگو ہوتی ہے اور ان کی صحبت میں رہنے والوں کو بھی یہ مسائل معلوم ہوتے ہیں۔

کالے جوتے پہننا کیسا؟

سُوال: کیا کالے جوتے پہننے سے مصیبتیں آتی ہیں؟

1 ......پ۲۳، صٓ: ۴۴۔

2 ......تفسیر بیضاوی، پ۲۳، صٓ، تحت الآیۃ: ۴۴، ۵/ ۴۹۔

www.dawateislami.net

جواب: قرآنِ کریم میں ہے: ﴿تَسُرُّ النّٰظِرِیْنَ﴾[1] (ترجمۂ کنز الایمان: دیکھنے والوں کو خوشی دیتی)۔ اس آیت کے تحت علّامہ آلوسی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ تفسیر روح المعانی میں نقل کرتے ہیں کہ ”حضرت علی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ پیلا جوتا پہننے کی ترغیب دیتے تھے اور فرماتے تھے کہ جو پیلا جوتا پہنے گا اس کا غم کم ہوگا۔ حضرت ابن زبیر اور حضرت یحییٰ بن کثیر رَضِیَ اللہُ عَنْہُمَا سیاہ جوتا پہننے سے منع کرتے تھے کہ اس سے غم پیدا ہوتا ہے۔“[2]

کیا مسلمان ہونے کے لئے صرف زبانی کلمہ پڑھ لینا کافی ہے؟

سُوال: کیا اسلام میں داخل ہونے کے لئے صرف زبان سے کلمہ پڑھ لینا کافی ہے؟ (Facebook کے ذریعے سُوال)

جواب: دل کی تصدیق ضروری ہے، کیونکہ غیر مسلموں میں بھی کئی کئی پاروں کے حافظ ملیں گے اور کلمہ بھی آتا ہوگا، یوں ہی جو مسلمانوں کی صحبت میں رہتے ہیں وہ ”اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ“ اور ”جَزَاكَ الله“ بولتے ہوں گے۔ کوئی لاکھ کلمہ پڑھے لیکن اگر اس کا دل اس بات کی گواہی نہیں دے رہا کہ ”اللہ ہی عبادت کے لائق ہے اور محمد اللہ کے رسول ہیں“ تو وہ اسلام میں داخل نہیں ہوگا، کیونکہ ”اِقْرَارٌ بِاللِّسَانِ وَتَصْدِیْقٌ بِالْقَلْبِ“ یعنی زبان سے اقرار اور دل سے تصدیق کرنا شرط ہے۔[3]

قرآن کے ہوتے ہوئے حدیث کی ضرورت کیوں؟

سُوال: اگر قرآن ہے تو پھر حدیث کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ (Facebook کے ذریعے سُوال)

جواب: (مفتی حسان صاحب نے فرمایا:) قرآنِ مجید فرقانِ حمید نے بیشتر مقامات پر نبیِّ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اطاعت کا حکم دیا اور قرآن کو حضور اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی حدیث کے بغیر سمجھنا انتہائی مشکل امر ہے، بلکہ کئی مقامات تو سمجھے ہی نہیں جاسکتے۔ مثلاً قرآنِ کریم میں اللہ پاک نے ارشاد فرمایا: ﴿وَاَنْزَلْنَاۤ اِلَیْكَ الذِّكْرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ﴾[4] (ترجمۂ کنز الایمان:

---

1. پ۱، البقرۃ: ۶۹۔
2. تفسیر روح المعانی، پ۱، البقرۃ، تحت الآیۃ: ۶۹، ۱/۳۹۲۔
3. دُرِّ مختار مع ردّ المحتار، کتاب الجہاد، باب المرتد، ۶/۳۴۲۔
4. پ۱۴، النحل: ۴۴۔

اور اے محبوب! ہم نے تمہاری طرف یہ یادگار اتاری کہ تم لوگوں سے بیان کر دو)۔ تو نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا جہاں یہ منصب بیان کیا گیا کہ آپ پر قرآن نازل کیا گیا، وہاں قرآن کی وضاحت بھی نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمائی ہے۔ اسی طرح قرآنِ پاک میں ہے: ﴿وَمَاۤ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُۗ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْاۚ﴾[1] (ترجمۂ کنزالایمان: اور جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو)۔ ایک خاتون نے مسئلہ دریافت کیا تو حضرتِ سَیِّدُنا عبدُاللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے جواب دیا کہ قرآن میں اس سے منع کیا گیا ہے۔ عورت نے کہا: قرآن کیسے منع کرتا ہے؟ تو آپ نے ایک حدیث پڑھی اور حدیث پڑھنے کے بعد فرمایا کہ قرآن یوں فرماتا ہے: ﴿وَمَاۤ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُۗ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْاۚ﴾[2] خود نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اپنی حدیث موجود ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا: "ایسا نہ ہو کہ میں تم میں سے کسی ایسے شخص کو پاؤں جو ٹیک لگا کر تخت پر بیٹھا ہوا ہے اور کہے کہ مجھے قرآن کافی ہے، مجھے قرآن بھی دیا گیا اور اسی کی مثل کلام بھی دیا گیا۔"[3] تو قرآن کی کئی آیات ایسی ہیں کہ نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی حدیث کے بغیر بعض اوقات صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُم کو بھی اس میں اشتباہ ہوا اور حضور عَلَیْہِ السَّلَام کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو آپ نے اس کی وضاحت فرمائی۔ جیسے قرآنِ کریم میں اللہ پاک نے ارشاد فرمایا: ﴿اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ لَمْ یَلْبِسُوْۤا اِیْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓىٕكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَ هُمْ مُّهْتَدُوْنَ﴾[4] (ترجمۂ کنز الایمان: وہ جو ایمان لائے اور اپنے ایمان میں کسی ناحق کی آمیزش نہ کی انہیں کے لئے امان ہے اور وہی راہ پر ہیں)۔ ظلم کہتے ہیں گناہ کو یعنی

---

1 ......پ۲۸، الحشر:۷۔

2 ......حضرتِ سَیِّدُنا عبدُاللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا: اللہ کی لعنت ہو بدن گودنے والیوں اور گدوانے والیوں اور منہ کے بال نوچنے والیوں اور خوبصورتی کے لئے دانتوں میں کھڑکیاں بنانے والیوں، اللہ کی بنائی چیز بگاڑنے والیوں پر۔ یہ سن کر ایک عورت خدمتِ مبارک میں حاضر ہوئی اور عرض کی: میں نے سنا ہے کہ آپ نے ایسی ایسی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔ فرمایا: مجھے کیا ہوا کہ میں اس پر لعنت نہ کروں جس پر رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے لعنت فرمائی اور جس کا بیان قرآنِ عظیم میں ہے۔ عورت نے کہا: میں نے قرآن اول سے آخر تک پڑھا، اس میں کہیں اس کا ذکر نہ پایا۔ فرمایا: اگر تم نے قرآن پڑھا ہوتا تو یہ بیان اس میں ضرور پاتیں۔ کیا تم نے یہ آیت نہیں پڑھی کہ ﴿وَمَاۤ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُۗ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْاۚ﴾ انہوں نے عرض کی: ہاں۔ فرمایا: تو بے شک نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان حرکات سے منع فرمایا ہے۔ (بخاری، کتاب التفسیر، باب: وما آتاکم الرسول فخذوہ، ۳/۳۴۷، حدیث: ۴۸۸۶)

3 ......ابو داؤد، کتاب السنة، باب فی لزوم السنة، ۴/۲۶۶، حدیث: ۴۶۰۴-۴۶۰۵ ملخصاً۔

4 ......پ۷، الانعام: ۸۲۔

www.dawateislami.net

ایمان لائے اور ایمان لانے کے بعد انہوں نے ایمان کے ساتھ کوئی ظلم نہیں ملایا، کوئی گناہ نہیں کیا تو وہی امن والے ہیں اور وہی ہدایت یافتہ ہیں۔ تو اب پریشانی کا سبب یہ بنا کہ ایمان لانے کے بعد اگر بالکل ہی گناہ نہیں کیا تو ہی امن اور ہدایت ہو گی، حالانکہ یہ بہت مشکل ہے کہ غیر نبی سے کوئی خطا نہ ہو۔ تو صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُم نبیِّ پاک کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کی: ”ہم میں سے ایسا کون ہے جو اپنی جان پر ظلم نہیں کرتا“ تو حضورِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ظلم کی وضاحت فرمائی کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ﴾[1] (ترجمۂ کنز الایمان: بے شک شرک بڑا ظلم ہے)۔[2] تو یہاں ظلم سے مراد شرک ہے یعنی جو شخص ایمان لایا اور ایمان لانے کے بعد اس نے شرک نہیں کیا تو وہ امن والا اور ہدایت یافتہ ہے۔ یہ بات نبیِّ پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تعلیم کے بغیر سمجھنا ممکن نہیں تھی، لہٰذا نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی احادیثِ طیبہ کے بغیر چارہ نہیں ہے۔

(امیرِ اہلِ سنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے فرمایا:) ہر ایک جانتا ہے کہ نماز فرض ہے، نیز قرآنِ کریم میں بھی اس کا حکم ہے کہ ﴿اَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ﴾[3] (ترجمۂ کنز الایمان: نماز قائم رکھو)۔ لیکن حدیث کے بغیر نماز کیسے پڑھیں گے؟ کیونکہ نماز کا طریقہ تو حدیث میں بیان کیا گیا ہے۔ اسی طرح زکوٰۃ کس طرح دینی ہے اور کس کس کو دینی ہے؟ یوں ہی روزہ ٹوٹنے کے مسائل یہ سب حدیثوں سے ملیں گی۔ پھر اللہ پاک نے بھی قرآن میں حکم فرمایا: ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾[4] (ترجمۂ کنز الایمان: بے شک تمہیں رسولُ اللہ کی پیروی بہتر ہے)۔ تو کیا صرف آیت پڑھنے سے ہم ساری سنتوں پر عمل کرنا شروع کر دیں گے! نہیں، بلکہ سرکار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے شب و روز، اُٹھنا بیٹھنا، کھانا پینا، چلنا پھرنا اور آپ کے الفاظ اور انداز سے سیکھیں گے اور یہ ساری چیزیں حدیثوں سے ملیں گی، ورنہ حدیث کے بغیر ساری تفاسیر بے کار ہو جائیں گی اور قرآن پاک کی ہزاروں تفسیریں جو علما نے لکھی ہیں کیا ان کو پتا نہیں تھا کہ حدیث کی ضرورت نہیں ہے!! اسی طرح

---

1 ......پ۲۱، لقمٰن: ۱۳۔

2 ......بخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب قول اللہ تعالی: ولقد آتینا لقمان الحکمۃ...الخ، ۲/ ۴۵۱، حدیث: ۳۴۲۸۔

3 ......پ۱، البقرۃ: ۴۳۔

4 ......پ۲۱، الاحزاب: ۲۱۔

www.dawateislami.net

اتنے محدّثین گزرے، اتنی بڑی بڑی حدیثوں کی کتابیں لکھیں، ہزاروں لاکھوں حدیثیں جمع کرلیں کیا ان کو نہیں پتا تھا!! انہیں معلوم تھا کہ بغیر حدیث کے قرآن پر عمل کیسے کریں گے! اس لئے حدیث کے بغیر تو ہم قدم بھی نہیں اٹھا سکتے اور حدیث کو بھی سمجھنے میں علما کی محتاجی رہے گی، اگر کوئی کہے کہ ”میں علما کے بغیر چل لوں گا“ تو یہ اپنے طور پر پاؤں سے تو چل رہا ہے مگر اس کا رُخ جہنم کی طرف ہے، جنت کی طرف نہیں، جنت کا راستہ تو علما بتائیں گے اور جنت میں بھی علما کی محتاجی ہوگی کہ اللہ پاک اپنے بندوں سے فرمائے گا: مانگو کیا مانگتے ہو؟ تو لوگ علما سے عرض کریں گے کہ آپ بتائیں ہم کیا مانگیں؟ پھر علما ارشاد فرمائیں گے کہ یہ مانگو، وہ مانگو۔ (1) لہٰذا حدیث کی بھی ضرورت ہے، فقہ کی بھی ضرورت ہے، تفاسیر کی بھی ضرورت ہے، شروحاتِ حدیث کی بھی ضرورت ہے اور علما کی بھی ضرورت ہے، کیونکہ علما کے بغیر بھی قدم نہیں اٹھا سکتے، لوگ جو بات بات پر علما کو برا بھلا بولتے رہتے ہیں واقعی وہ جہنم کی طرف جارہے ہیں، اگر کوئی عالم بے عمل ہے اور آپ کو اس سے تکلیف پہنچی ہے تو سارے تو غلط نہیں ہیں۔ سارے نبی عالم تھے اور یہ بھی یاد رکھیں کہ ہر نبی اپنی امت میں سب سے بڑا عالم ہے اور پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سارے نبیوں کے سردار ہیں اور تمام مخلوق میں سب سے بڑے عالم ہیں۔ عبادت بھی اہمیت رکھتی ہے، مگر عابد ہونا اللہ پاک کی صفت نہیں ہے بلکہ اللہ پاک کی صفت عالم ہونا ہے کہ اللہ پاک عالم ہے، عابد نہیں ہے۔ پھر جتنے اولیائے کرام ہوئے یہ سب کے سب عالم تھے کیونکہ جاہل تو ولی ہو ہی نہیں سکتا کہ جس کو خود اپنی نماز کی فکر نہیں، شریعت کی بات کو جانتا نہیں وہ کیسے ولی بنے گا!! عالم ہی ولی بنتا ہے نہ کہ وہ جو سٹّے کے نمبر بتاتے ہیں اور جن کو لوگ پہنچا ہوا بولتے ہیں، ہاں واقعی یہ پہنچے ہوئے ہوتے ہیں مگر اللہ تک نہیں، بلکہ شیطان تک۔ لہٰذا ایسوں کے قریب مت جانا چاہیے ورنہ کہیں کے نہیں رہیں گے، علما کے قدموں میں پڑے رہیں گے تو جنت ملے گی۔ اِنْ شَآءَ اللہ۔

باغ جنت میں محمد مسکراتے جائیں گے
پھول رحمت کے جھڑیں گے ہم اُٹھاتے جائیں گے

---

(1) ابن عساکر، ذکر من اسمہ صفوان، صفوان بن صالح، ۲۴/ ۱۴۱۔

www.dawateislami.net

تشہّد میں شہادت کی انگلی اٹھانا کیسا؟

سُوال: تشہّد میں شہادت کی انگلی اٹھانے کا کیا حکم ہے اور اس کا کیا طریقہ ہے؟ (Facebook کے ذریعے سُوال)

جواب: تشہد میں انگلی اٹھانا سنّت ہے۔[1] "بہارِ شریعت" میں تشہّد میں انگلی اٹھانے کے حوالے سے لکھا ہے کہ "جب کلمۂ لَا کے قریب پہنچے، دہنے ہاتھ کی بیچ کی انگلی اور انگوٹھے کا حلقہ بنائے اور چھنگلیا اور اس کے پاس والی کو ہتھیلی سے ملا دے اور لفظ لَا پر کلمہ کی انگلی اٹھائے مگر اس کو جنبش نہ دے اور کلمۂ اِلَّا پر گرا دے اور سب انگلیاں فوراً سیدھی کر لے۔"[2] یہ طریقہ بغیر پریکٹیکل کے نہیں آئے گا، اس لئے خوب پریکٹس کریں، اگر بھول جائیں تو پھر کوشش کریں، مدنی قافلوں میں سفر کریں، ہو سکے تو سات دن کا "فیضانِ نماز کورس" کر لیں، اس میں بہت سارے مسائل آپ کو سیکھنے کو ملیں گے۔

❀❀❀

فہرست

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
دُرود شریف کی فضیلت	1	گناہوں پر ندامت کے سبب موت کی تمنا کرنا کیسا؟	9
کیا صدقے میں کالی مرغی دینا ضروری ہے؟	1	اونچی آواز سے بات کرنا کیسا؟	10
کیا اولاد پر ماں کی طبیعت کا اثر ہوتا ہے؟	2	سُود حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے	11
اگر اولاد بگڑ جائے تو والدین کیا کریں؟	3	مدارِس میں زکوٰۃ اور قربانی کی کھالوں کی رقم لگانا کیسا؟	12
رجب کی پہلی رات کی اہمیت	5	کالے جوتے پہننا کیسا؟	14
کیا رات کے وقت پیسے گننے سے بَرَکت ختم ہو جاتی ہے؟	6	کیا مسلمان ہونے کے لئے صرف زبانی کلمہ پڑھ لینا کافی ہے؟	15
موبائل سے مقدّس تصاویر Delete کرنا کیسا؟	6	قرآن کے ہوتے ہوئے حدیث کی ضرورت کیوں؟	15
پالتو جانور مر جائے تو کیا کریں؟	6	تشہّد میں شہادت کی انگلی اٹھانا کیسا؟	19
والد صاحب غصہ کرتے ہوں تو کیا کریں؟	7	❀❀❀	❀

❀❀❀

1 ...... ابوداؤد، کتاب الصلاۃ، باب الاشارۃ فی التشهد، ۱/ ۳۷۱، حدیث: ۹۸۹۔

2 ...... بہارِ شریعت، ۱/ ۵۰۵، حصہ: ۳۔

www.dawateislami.net

ماخذ و مراجع

قرآن مجید	کلامِ الٰہی	****
کتاب کا نام	**مصنف / مؤلف / متوفیٰ**	**مطبوعات**
تفسیر بیضاوی	عبد اللّٰہ بن عمر، ناصر الدین بیضاوی، متوفی ۶۸۵ھ	دار الفکر بیروت
تفسیر صاوی	علامہ احمد بن محمد صاوی مالکی، متوفی ۱۲۴۱ھ	دار الفکر بیروت
تفسیر روح المعانی	محمود بن عبد اللّٰہ حسینی آلوسی، متوفی ۱۲۷۰ھ	دار إحیاء التراث العربي
بخاری	امام ابو عبد اللّٰہ محمد بن اسماعیل بخاری، متوفی ۲۵۶ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۴۱۹ھ
مسلم	ابو الحسین مسلم بن حجاج قشیری نیشاپوری، متوفی ۲۶۱ھ	دار الکتاب العربي بیروت ۱۴۲۷ھ
ابو داود	امام ابو داود سلیمان بن الاشعث الازدی سجستانی، متوفی ۲۷۵ھ	دار احیاء التراث العربي بیروت ۱۴۲۱ھ
ترمذی	امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی، متوفی ۲۷۹ھ	دار الفکر بیروت ۱۴۱۴ھ
ابن ماجہ	امام ابو عبد اللّٰہ محمد بن یزید القزوینی متوفی ۲۷۳ھ	دار المعرفۃ بیروت ۱۴۱۶ھ
معجم کبیر	ابو القاسم سلیمان بن احمد طبرانی، متوفی ۳۶۰ھ	دار احیاء التراث العربي ۱۴۲۲ھ
معجم اوسط	ابو القاسم سلیمان بن احمد طبرانی، متوفی ۳۶۰ھ	دار الفکر بیروت ۱۴۲۰ھ
شعب الایمان	ابو بکر احمد بن حسین بن علی بیہقی، متوفی ۴۵۸ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۴۲۱ھ
تاریخ ابن عساکر	ابو القاسم علی بن حسن شافعی، متوفی ۵۷۱ھ	دار الفکر بیروت
مستدرک	محمد بن عبد اللّٰہ ابو عبد اللّٰہ حاکم نیشاپوری، متوفی ۴۰۵ھ	دار المعرفۃ بیروت
مراٰۃ المناجیح	حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی، متوفی ۱۳۹۱ھ	ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور
درمختار	علاء الدین محمد بن علی حصکفی، متوفی ۱۰۸۸ھ	دار المعرفۃ بیروت ۱۴۲۰ھ
ردالمحتار	علامہ محمد امین ابن عابدین شامی، متوفی ۱۲۵۲ھ	دار المعرفۃ بیروت ۱۴۲۰ھ
فتاویٰ رضویہ	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان، متوفی ۱۳۴۰ھ	رضا فاؤنڈیشن لاہور ۱۴۲۷ھ
بہارِ شریعت	مفتی محمد امجد علی اعظمی، متوفی ۱۳۶۷ھ	مکتبۃ المدینہ کراچی ۱۴۲۹ھ
احیاء العلوم	امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی، متوفی ۵۰۵ھ	دار صادر بیروت ۱۴۲۰ھ
احیاء العلوم (مترجم)	امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی، متوفی ۵۰۵ھ	مکتبۃ المدینہ کراچی ۱۴۳۳ھ
قوت القلوب	امام ابو طالب محمد بن علی مکی، متوفی ۳۸۶ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۴۲۶ھ
لقط المرجان فی احکام الجان	ابو الفضل جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابو بکر سیوطی، متوفی ۹۱۱ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۴۰۶ھ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نیک نمازی بننے کیلئے

ہر جمعرات بعد نمازِ مغرب آپ کے یہاں ہونے والے **دعوتِ اسلامی** کے ہفتہ وار سنّتوں بھرے اجتماع میں رضائے الٰہی کے لیے اچھی اچھی نیّتوں کے ساتھ ساری رات شرکت فرمایئے ❁ سنّتوں کی تربیت کے لیے **مَدَنی قافلے** میں عاشقانِ رسول کے ساتھ ہر ماہ تین دن سفر اور ❁ روزانہ ''**غور و فکر**'' کے ذریعے **مَدَنی اِنعامات** کا رسالہ پُر کر کے ہر اسلامی ماہ کی پہلی تاریخ اپنے یہاں کے ذِمّے دار کو جمع کروانے کا معمول بنا لیجئے۔

میرا مَدَنی مقصد: ''مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اِصلاح کی کوشش کرنی ہے۔'' اِنْ شَآءَ اللہ۔ اپنی اصلاح کے لیے ''**مَدَنی اِنعامات**'' پر عمل اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کے لیے ''**مَدَنی قافلوں**'' میں سفر کرنا ہے۔ اِنْ شَآءَ اللہ۔

فیضانِ مدینہ، محلہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی کراچی

UAN +92 21 111 25 26 92   0313-1139278

www.maktabatulmadinah.com / www.dawateislami.net

feedback@maktabatulmadinah.com / ilmia@dawateislami.net